تحریر: مراد زر گشیف

انگریزی سے ترجمہ: شاہد فاروق

روس میں اسلام: رجحانات اور امکانات

["رشین فیڈریشن" کے مسلمان بحیثیت مجموعی احیائے اسلام کا جذبہ رکھتے ہیں۔ مسلم اکثریت کے علاقوں، بالخصوص شمالی قفقاز میں مسلم آبادی کے جذبات مسلسل سامنے آ رہے ہیں اور ایک طبقہ "رشین فیڈریشن" سے کلیتاً آزادی کے لیے کوشاں ہے، تاہم جو گروہ ابھی اس حد تک نہیں جانا چاہتا، وہ بھی "رشین فیڈریشن" میں اسلام کے ساتھ برابر کا سلوک نہ کیے جانے پر چیں بہ جبیں ہے۔ مراد زرگشیف مؤخرالذکر طبقے کے فرد ہیں۔ مندرجہ بالا عنوان سے ان کا ایک مضمون چند ماہ پہلے Nezavisimaya Gazeta (ماسکو) میں شائع ہوا تھا، اس کے ابتدائی حصے کا ترجمہ، انگریزی زبان کے توسط سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

یہ افسوس ناک حقیقت ہے کہ آغاز ہی سے روس کے جمہوری نظام کا رویہ اسلام کے ساتھ غیر دوستانہ بلکہ معاندانہ رہا ہے۔ اس رویے کو سمجھنے کے لیے روس کے پہلے صدر کی پُرشکوہ تعارفی تقریب کو یاد کر لینا کافی ہے جس میں روسی آرتھوڈوکس چرچ کے سربراہ کو دوسرے مذاہب کے سربراہوں کی نسبت انتہائی اہم مقام دیا گیا اور "صدر" نے جسے پورے ملک اور مختلف مذاہب کے لوگوں نے مل کر منتخب کیا تھا، تنہا بطریق کی دعاؤں سے برکت حاصل کی۔

شاید یہ واقعہ اس قابل نہ ہوتا کہ اس کو یاد کیا جاتا، بشرطیکہ یہ بعد میں ہونے والی اس پیش رفت کا نقطۂ آغاز ثابت نہ ہوتا جس نے ہولناک رجحانات کی نشاندہی کی ہے۔ صدر اور ان کی انتظامیہ نے "تمام مذاہب کے درمیان مساوات" کے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے روسی آرتھوڈوکس چرچ کو خصوصی سیاسی مقام دے کر ایک خاص راہ اختیار کر لی ہے۔ اس کی تشریح کیسے کی جا سکتی ہے کہ صرف روسی آرتھوڈوکس کرسمس ہی کو ملکی سطح پر تعطیل کی گئی ہے۔ منصفانہ اور دانشمندانہ اقدام تو یہ ہوتا کہ اسلام، بدھ مت اور یہودیت جیسے دوسرے بڑے مذاہب کے اہم قومی تہواروں کے موقع پر بھی اسی طرح ملکی سطح پر تعطیل منائی جاتی۔

سربراہ مملکت کا روسی آرتھوڈوکس چرچ کے سربراہ کے نام پر پیغام، چاہے وہ کسی مذہبی تہوار کے موقع پر ہو یا کسی مقدس ہستی کے یومِ ولادت پر، سربراہ مملکت کی طرف سے سینٹ سرجیس کی خانقاہ کا دورہ ہو یا مذہبی رہنماؤں کے ساتھ یکجا تصویر بنوانے کا عمل، یہ تمام کام موجودہ نازک اور مشکل دور میں جس سے روس گزر رہا ہے، ریاست اور چرچ کے اتحاد کی توضیح سمجھے جاتے ہیں اور بطریق کی جانب سے موجودہ حکومت کی پالیسیوں کی تائید خیال کیے جاتے ہیں۔ صدارتی فرمان کے تحت ولام خانقاہ (Valaam Monastery) کی ضروریات کے لیے ریاستی بجٹ سے ۲۰ کروڑ روبل کی رقم مختص کرنا آئین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ دستور کی دفعہ-۱۴ واضح طور پر مذہبی تنظیموں کو ریاست سے الگ کرتی ہے۔ بااختیار لوگ، چاہے وہ کوئی بھی ہوں، اسلام کے کردار کا کیا تصور رکھتے ہیں؟ اور وہ جدید روس میں دوسرے اہم اور ملک بھر میں پھیلے ہوئے مذہبِ اسلام کے لیے کیا سیاسی مقام متعین کرتے ہیں؟

عیدالاضحیٰ کے موقع پر جو مسلمانوں کے دو اہم تہواروں میں سے ایک ہے، صدر نے جزئیات کی تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کو مبارک باد دی۔ "اسلام کو ماننے والے (مسلمان کیوں نہیں؟) روسی شہریوں کے نام" کے زیرِ عنوان، یہ پیغام اخباری کالم کے صرف تین پیراگرافوں پر مشتمل تھا جو کھردرے اور تصنع آمیز انداز میں لکھا گیا تھا۔ اس پیغام کے اجراء میں دو کروڑ کے لگ بھگ شہریوں کی زندگیوں میں عیدالاضحیٰ کی اہمیت کا احساس کم اور سیاسی ضرورت زیادہ کارفرما تھی۔ اس پیغام نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ جمہوری حکومت کے تحت، اسلام کی جانب رویّہ تھوڑا سا تبدیل ہوا ہے۔ اگر موجودہ رویّہ مخالفانہ نہیں ہے تو غیر دوستانہ وفاداری پر مبنی ہے۔

مزید برآں صدر کے قریبی لوگوں کا کہنا ہے کہ روس ہمیشہ دو مخالف رجحانات —— مہذب یورپی عیسائیت اور مشرقی اسلام —— کے درمیان میدانِ جنگ رہا ہے اور آج کا سب سے بڑا مقصد اوّل الذکر کی کامیابی کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔ کیا ایسا تو نہیں ہو رہا کہ "جہنم" کے تمام مرحلوں سے گزرنے کے بعد ہم وہیں پہنچ رہے ہیں جہاں سے تبدیلی کے سفر کا آغاز کیا تھا؟

روس ہمیشہ ایک یورو - ایشیائی ملک رہا ہے اور رہے گا، ایسا ملک جہاں مشرق مغرب سے ملتا ہے، جہاں مسیحیت اور اسلام پہلو بہ پہلو ہیں۔ یہی اس کی عظمت و ثروت کی بنیاد اور ضمانت ہے۔ روسی قیادت کو اس خطرناک اور ناپسندیدہ رجحان سے صرفِ نظر نہیں کرنا چاہیے جو ریاست کے قومی مفادات کے منافی ہے۔

کریملن کو یہ سادہ سی حقیقت جان لینی چاہیے کہ مسلم - مسیحی ثنویت روس کا کوئی عیب نہیں ہے بلکہ اس کی انتہائی قابلِ قدر خوبیوں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے کوئی عقل کا اندھا ہی دیکھنے سے قاصر رہ سکتا ہے۔

روس کے عوام اور ریاست کے اعلیٰ مفادات "اسلام" کے ایک نئے تصور کا تقاضا کرتے ہیں۔ اسلام تقریباً دو کروڑ افراد، درجنوں قوموں اور نسلی گروہوں کو محیط ہے، اس کی محفوظ روحانی، سیاسی اور معاشی قوت کو (جس سے ماضی میں کام نہیں لیا گیا) اگر سمجھ داری سے استعمال کیا جائے تو یہ روس کی نشأة ثانیہ کا ایک بڑا اور انتہائی اہم عنصر ثابت ہو سکتی ہے۔ رحمتِ خداوندی اور خود روس کی اپنی تاریخ نے اسے عظیم مسیحی اور عظیم اسلامی دنیاؤں کا جائز رکن بنایا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ایشیا اور "مشرق" کے بارے میں روّیے پر نظرِ ثانی کی جائے۔ اندرونِ ملک اسلامی اصولِ معیشت اختیار کرتے ہوئے مسلم ریاستوں کی اقتصادی برادری میں روس کی شمولیت اور عرب، نیز دوسرے مسلمان ممالک کی سرمایہ کاری ان اقدامات میں سے چند ایک ہیں جو "مشرق" کو ہماری طرف لاسکتے ہیں۔

اس سلسلے میں انتہائی اہم مسئلہ اسلام اور امورِ اوقاف کی وزارت کا قیام ہے۔ مسلمانوں کے مسائل صرف اسی سطح پر اور اس طرح کی تنظیم کے ذریعے ہی فوری طور پر بہتر طریقے سے حل ہو سکتے ہیں۔ حکومتِ روس کو چاہیے کہ (سرکاری اور نجی جائداد کے ساتھ ساتھ) منقولہ و غیر منقولہ وقف جائداد کو قانونی طور پر درست قرار دے دے اور اوقاف سے حاصل ہونے والی تمام آمدنی صرف اور صرف دینی اور خیراتی مقاصد کے لیے استعمال کی جائے۔ یہ عمل مسلم برادری کی زندگی اور اس کی ترقّی کا ایک اہم ذریعہ اور ضروری شرط ہے۔

وقف جائداد سے دوسرے مذاہب کے حقوق تلف نہ ہوں گے۔ وقف جائداد کی شکل کا متعارف ہونا یہ واضح کرے گا کہ ملک اسلام کے تقاضے پورے کرنے اور مسلمانوں کے حق، جس کا اعلان کیا جاتا ہے، کو واقعتاً اور بہتر طور پر پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔